© rasailojaraid.com

یادِ رفتگاں

آہ مولانا قاری عبد اللطیف صاحب آف وہاڑی

قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروز پوری، ماموں کانجن

یہ دنیا عالمِ رنگ و بو کارخانۂ ہست و بود ہے یہاں چل چلاؤ کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی آ رہا ہے اور کوئی جا رہا ہے۔ سرائے عالم میں کوئی بستر بچھا رہا ہے اور کوئی لپیٹ رہا ہے۔ لیکن بعض شخصیتیں اپنے پیچھے ایسا خلا چھوڑ جاتی ہیں۔ جنہیں ایک مدت تک پر نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ممدوح مولانا قاری عبد اللطیف صاحب آف مدھان ضلع جالندھر بھی انہیں پاک باز ہستیوں اور مایۂ ناز شخصیتوں میں تھے۔ جنہیں کسی صورت بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قاری عبد اللطیف صاحب اس باب میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اب تو بحمد للہ اہلحدیث قاریوں کی کوئی کمی نہیں۔ ایک وقت تھا کہ اصطلاحی قاری کے اعتبار سے اہلحدیث کے اسٹیج پر قاری عبد اللطیف ہی ایک متعارف قاری تھے۔ وہ جس جلسہ میں جاتے تقریر کے ساتھ ساتھ ان سے بڑے شوق سے تلاوتِ کلامِ پاک بھی کرائی جاتی سامعین ان کی تلاوت بڑی توجہ، انہماک اور استغراق سے سنتے، قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔ بڑی خوبصورت تلاوت قرآنِ پاک فرماتے۔

قاری صاحب نے دینی علوم اور درسِ نظامی کی تدریس کی منزلیں دارالعلوم تقویۃ الاسلام غزنویہ امرتسر (مشرقی پنجاب) اور کھنڈیلہ ریاست جے پور (راج پوتانہ) میں طے کیں، مولانا عبد اللہ بھوجیانیؒ، مولانا عبد الرحیم بھوجیانیؒ، شیخ الحدیث مولانا نیک محمدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان کے اجلہ اساتذہ میں ہیں۔ کچھ عرصہ قاری صاحب نے مسجد چینیاں والی لاہور میں گزارا قیامِ پاکستان کے بعد قاری صاحب موصوف نے وہاڑی جو اس وقت ملتان کی تحصیل تھی اب ضلع ہے میں ڈیرے ڈالے، قاری صاحب کے والدِ محترم مولانا حکیم محمد عیسیٰ صاحب ایک ماہر طبیب اور تجربہ کار حکیم تھے۔ قاری صاحب نے لکڑ منڈی میں کچی مسجد سے اپنی دینی سرگرمیوں کا آغاز کیا اپنے خلوص، محنت، مطالعہ، مسلکی تڑپ، جماعتی لگن کی بدولت چند سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے اضلاع ساہیوال، ملتان، وہاڑی، بہاول نگر، خانیوال وغیرہ میں ایک اچھا خاصہ مقام بنا لیا۔ مولانا غزنویؒ اور مولانا سلفیؒ کی سرکار سے مستقل وابستگی کی وجہ سے جماعتی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عدم تدریس کے باوجود خاصہ تدریسی ذوق تھا، مطالعہ کتب کا شوق زندگی بھر دامن گیر رہا۔ اچھی اچھی اور خوبصورت علمی کتابوں کا خاصہ بڑا ذخیرہ ان کے ذوق کتب بینی کا آئینہ دار ہے۔ ان کا دستر خوان خاصا وسیع تھا۔ مہمان نوازی ہمیشہ ان کی کمزوری رہی۔ اکرام الضیف من الایمان پر ان کا یقین کامل تھا، شب خیزی، کثرت تلاوت، ذکر الٰہی، ان کا وظیفہ حیات تھا۔ صدقات، خیرات، نوافل، زندگی بھر ان کا معمول رہا۔ پوری زندگی سرمایۂ دولت کو ان کی جیب سے توافق پیدا نہیں ہو سکا۔ عسر و یسر میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہتے۔

سالہا سال بیمار رہتے مختلف اور متعدد امراض نے ان کے جسم ناتوان پر زبردست یلغار کی لیکن انہوں نے کبھی بے بسی، بے کسی اضطراب بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ زندگی بھر دین ان کا اوڑھنا، اسلام ان کا بچھونا، دینی اقدار کا فروغ ان کا نصب العین اور مسلک اہلحدیث کی اشاعت ان کا مقصد حیات رہا۔

دہاڑی کی جماعت قابل صد ستائش اور لائق تعریف ہے کہ انہوں نے سالہا سال شدید علالت کے اور خطابت و امامت کے فرائض نہ سر انجام دیئے کے باوجود ان کی معقول ماہانہ خدمت انجام دیتے رہے اور جماعت میں از راہ اخلاص ان کے ذاتی اور موجودہ مکان کی تعمیر و تکمیل میں خاصہ ہاتھ بٹایا۔ بحمد للہ آج ان کے بچوں کو پرسکون نصیب ہے کہ وہ اپنے ذاتی مکان میں رہائش پذیر ہیں۔

مولانا قاری عبداللطیف جالندھری مرحوم حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور حضرت صوفی صاحب سے انتہائی محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ ہر سال پوری وضع داری سے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس میں تشریف لاتے۔ اور دو دن قیام فرماتے۔ بعض اوقات دوران سال فیصل آباد جڑانوالہ جاتے وقت سال میں دو، دو، تین، تین مرتبہ تشریف لاتے۔ صحت کے زمانے میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے شعبہ حفظ و تجوید کا باقاعدہ امتحان بھی لیتے رہے۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے انہیں قلبی لگاؤ تھا۔ اپنے بڑے بچے کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے ماموں کانجن ہی بھیجا۔ راقم سال کے بعد جامعہ کے تعاون کی فراہمی کے لیے دہاڑی جاتا۔ تو بڑی خوشی سے خیر مقدم کرتے پوری جماعت سے تعاون کرواتے اور ایک ایک دکان پر بیماری کے باوجود راقم کے ساتھ جاتے۔ آخری ایام میں جب باہر پیپلز کالونی منتقل ہو گئے تو بڑی حسرت سے کہتے کہ جامعہ کی خدمت کی سعادت سے محروم ہو گیا ہوں۔ مرحوم سے آخری ملاقات رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ میں ہوئی کئی ماہ سے دہاڑی جانے کا پروگرام تھا، لیکن گوناگوں مصروفیات حائل ہوتی رہیں۔ افسوس ان کی زیارت کی سعادت سے محروم رہا۔ اور دوسرا افسوس یہ ہے کہ ان کی نماز جنازہ کا بھی مجھے علم نہ ہو سکا۔ تقریباً ۸۰ برس کی عمر میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات یہ نہایت شائستہ فاضل، عالم، قاری، حافظ، مبلغ داعی اور دین کی خادم شخصیت عالم جاوداں کو سدھار گئی۔ ؏ حق مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

© rasailojaraid.com